

حُسن معاملات و معاشرت

باب: پنجم

(1) قسم کے احکام و مسائل

﴿مشقی معروضی سوالات﴾

سوال نمبر ۱۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

- 091005001 (1) یمین کا معنی ہے:
(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ
- 091005002 (2) کس قسم پر کفارہ ہے؟
(الف) یمین منعقدہ (ب) یمین غموس (ج) یمین لغو (د) یمین فضول
- 091005003 (3) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے:
(الف) چار (ب) چھ (ج) آٹھ (د) دس
- 091005004 (4) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ
- 091005005 (5) حدیث مبارک میں جس قسم کی ممانعت کی گئی ہے:
(الف) آباء و اجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسماء کی

اضافی معروضی سوالات

- 091005006 (6) قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اولاً قسم:
(الف) اٹھائی جائے (ب) توڑی جائے (ج) مانی جائے (د) نہ اٹھائی جائے
- 091005007 (7) اللہ تمھاری لایعنی قسموں پر نہیں کرے گا:
(الف) مواخذہ (ب) مقابلہ (ج) دھیان (د) بات
- 091005008 (8) قسم صرف اٹھائی جائے:
(الف) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے نام کی (ب) اللہ کے نام کی
(ج) صحابی رضی اللہ عنہ کے نام کی (د) بچوں کے نام کی
- 091005009 (9) بے شک اللہ تمھیں اپنے آبا و اجداد کی اٹھانے سے منع فرماتا ہے؟
(الف) قسم (ب) وراثت (ج) دولت (د) چیزیں
- 091005010 (10) جس نے اللہ تعالیٰ سے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے کیا:
(الف) ظلم (ب) حسد (ج) زنا (د) شرک

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	الف	2	الف	3	د	4	ب	5	الف	6	د
7	الف	8	ب	9	الف	10	د				

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قسم کا معنی و مفہوم لکھیں۔

091005011

جواب: قسم کو قرآن وحدیث میں یحیٰن کہا جاتا ہے، یحیٰن کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یحیٰن کہلاتا ہے۔

2۔ قسم کی اقسام لکھیں۔

091005012

جواب: (۱) جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یحیٰن منعقدہ کہتے ہیں۔
(۲) ماضی کے کیا واقعے چھوٹی قسم اٹھانا یحیٰن غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔
(۳) روزمرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یحیٰن لغو کہلاتا ہے۔

091005013

3۔ جھوٹی قسم کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔
جواب: جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ ہر وقت غصہ نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش کرنی چاہیے۔

اضافی مختصر سوالات

4۔ قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟

091005014

جواب: قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اولاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں۔

5۔ قسم توڑنے کا کفارہ تحریر کریں۔

091005015

جواب: قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

6۔ یحیٰن سے کیا مراد ہے؟

091005016

جواب: قسم کو قرآن وحدیث میں یحیٰن کہا جاتا ہے، یحیٰن کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یحیٰن کہلاتا ہے۔

091005017

7- قسم کے لیے اور کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟

جواب:

قسم کے لیے یمن اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

091005018

8- قرآن مجید میں قسم کے کیا احکامات بیان ہوئے ہیں۔ مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمہاری لائینی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمہارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہناتا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ: 89)

091005019

9- حدیث نبوی خاتم النبیین کی روشنی میں کون سی قسم اٹھانے سے منع فرمایا گیا ہے؟

جواب: قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتم النبیین یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

091005020

10- قسم اٹھانے کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسوہ تحریر کریں۔

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گو یا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی 1535)

091005021

11- قسم کے کفارے کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور صلاح اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳- تفصیلی جواب دیں۔

1- قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

091005022

جواب: قسم کا معنی و مفہوم

قسم کو قرآن و حدیث میں یمن کہا جاتا ہے، یمن کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمن کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمن اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل

قسموں کی حفاظت سے مراد

قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اولاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے۔ سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور

بداعتادی کی فضا قائم ہوگی جو حسن معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمہاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمہارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ: 89)

قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اچھا دلی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم 4254)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے اس ارشاد کے بعد بھی کسی بھی قسم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شریک کیا۔

(جامع ترمذی 1535)

توڑنے والی قسم

اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم 4263)

مثال

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

قسم کا کفارہ

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مسکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مسکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو برہمن کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

قسموں کی اقسام

1- یمین منعقدہ

جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھاتا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔

2- یمین غموس

ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ

کبیرہ ہے۔

3- یمین لغو

روزِ مَرّہ کی گفت گو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ

رب العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

جھوٹی قسم کے اثرات

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے۔

نظرِ رحمت سے محرومی

جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظرِ رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔

انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب

جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

حاصل کلام

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں، نہ جھوٹی قسم اٹھائیں اور نہ ہی جھوٹی قسم کی تحسین کریں۔

(2) گواہی کے احکام و مسائل

﴿مشقی معروضی سوالات﴾

سوال نمبر 1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) گواہی کے لیے قرآن مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:

091005023

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

091005024

(2) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

091005025

(3) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

091005026

(د) شهادة على الشهادة

(ج) حسی شہادت

(ب) سمعی شہادت

(الف) عینی شہادت

(4)

091005027

جب صرف دو گواہ موجود ہوں تو گواہی ہے:

(5)

(د) مباح

(ج) مستحب

(ب) واجب

(الف) فرض

اضافی معروضی سوالات

091005028

اس کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے

(6)

(د) شہادت کا

(ج) وحدت کا

(ب) دیانت کا

(الف) طہارت کا

091005029

جھوٹی گواہی سے فروغ پاتی ہیں:

(7)

(د) اچھائیاں

(ج) نیکیاں

(ب) دوستیاں

(الف) دشمنیاں

091005030

جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا ہو جاتا ہے:

(8)

(د) مستحب

(ج) نفل

(ب) سنت

(الف) فرض

جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ درجے میں آ جاتی ہے:

(9)

091005031

(د) سنت کے

(ج) مستحب کے

(ب) نفل کے

(الف) فرض کے

091005032

اسلام میں شہادت ہے:

(10)

(د) اجازت کی طرح

(ج) دیانت کی طرح

(ب) امانت کی طرح

(الف) صداقت کی طرح

091005033

گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو کہتے ہیں:

(11)

(د) حسی شہادت

(ج) شهادة على الشهادة

(ب) سمعی شہادت

(الف) عینی شہادت

091005034

جب ایک گواہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو کہتے ہیں:

(12)

(د) شهادة على الشهادة

(ج) حسی شہادت

(ب) عینی شہادت

(الف) سمعی شہادت

091005035

گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور:

(13)

(د) امیر ہو

(ج) حاجی ہو

(ب) عادل ہو

(الف) نخی ہو

091005036

دو مرد نہ ہوں تو گواہی کے لیے ہونے چاہئیں ایک مرد اور:

(14)

(د) دو قیدی

(ج) دو غلام

(ب) دو بچے

(الف) دو عورتیں

091005037

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی برابر ہے:

(15)

(د) چاند پوجنے کے

(ج) سورج پوجنے کے

(ب) بت پوجنے کے

(الف) درخت پوجنے کے

091005038

سچی گواہی سے معاشرے میں قائم ہوتا ہے:

(16)

(د) امن

(ج) نظم

(ب) افراتفری

(الف) بے یقینی

(الف) پرسکون (ب) رجم (ج) ناراض (د) خوش

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	الف	2	الف	3	الف	4	الف	5	الف	6	د
7	الف	8	الف	9	ج	10	ب	11	ب	12	د
13	ب	14	الف	15	ب	16	د	17	ج		

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت و اہمیت بیان کریں۔
جواب: وَلَا يَأْبُ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا (سورة البقرة: 282)

091005040

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے سے ڈار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

091005041

سوال نمبر 2۔ عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

جواب: گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ”عینی شہادت“ کہتے ہیں۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ”سمعی شہادت“ کہتے ہیں۔

091005042

سوال نمبر 3۔ جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی وعید بیان کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بتوں کی پوجا کرنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی ہے۔ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے یہ آیت پڑھی اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورة الصبح: 30)

091005043

4۔ سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

جواب: سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بد امنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

اضافی مختصر سوالات

091005044

5۔ شہادت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: گواہی کے لیے قرآن و سنت میں ”شہادت“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق

۳۔ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

091005045

۶۔ مرد و عورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔

جواب: گواہی دینا چوں کہ اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر وہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو کبھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سورہ البقرہ: 282)

091005046

۷۔ گواہی کے دوران میں کن کن دوباتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: گواہی میں دوباتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے:-

☆ کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا

☆ معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

091005047

۸۔ گواہی دینے کے کیا احکامات ہیں؟ مختصر وضاحت کیجیے۔

جواب: معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔

091005048

۹۔ گواہی دینے کے بارے میں قرآن مجید میں کیا ارشاد ہوا ہے؟

جواب: گواہی دینے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْتِ الشَّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ط (سورۃ البقرہ: 282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (سورۃ البقرہ: 283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

091005049

۱۰۔ گواہی کی اہمیت کے بارے میں کیا ارشاد نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے؟

جواب: گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے لیے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

(صحیح بخاری 4470)

091005050

11- رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کی روشنی میں بیان کیجیے کہ جھوٹی گواہی کا کیا وبال ہے؟

جواب: رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے: ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورہ الحج: 30)

091005051

12- گواہی کے حوالے سے ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳- تفصیلی جواب دیں۔

091005052

سوال نمبر 1- قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل واضح کریں۔

جواب: گواہی کا مفہوم

گواہی کے لیے قرآن و سنت میں ”شہادت“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دینا ہے۔ واضح کرنا ہے کہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

☆ کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا

☆ معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم

گواہی دینے والے کو گواہ کہتے ہیں، معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔

1- جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے۔

2- اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔

3- جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں گواہی کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْتِ الشُّهَدَاءُ إِلَّا قَدَافًا ط (سورۃ البقرۃ 282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(سورۃ البقرہ: 283)

وَلَا تَكْسُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَكْسُمْهَا فَإِنَّ إِيْمَانَهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلَيْهِ ط

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے

ہو اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں شہادت کی حیثیت

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا

کرنا نہایت ضروری ہے۔

گواہی دینے کے لیے شرائط

گواہی دینا چوں کہ اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو

مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں

کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ

تکلف نہ کریں۔ (سورۃ البقرہ: 282)

حدیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں گواہی کی اہمیت

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو بعض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ

ہے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والا اپنے ذمے قسم

ہے۔ (جامع ترمذی 1341)

جھوٹی گواہی کی مذمت

رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پونے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی

گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورۃ الحج: 30)

جی گواہی کے مثبت اثرات

جی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ

بڑھتا ہے۔ رضائے الہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

جھوٹی گواہی کے منفی اثرات

جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بد امنی اور

ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

گواہی کی اقسام
یعنی شہادت
گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ”سمعی شہادت“ کہتے ہیں۔

سمعی شہادت
بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ”سمعی شہادت“ کہتے ہیں
شہادت علی الشہادت

جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو ”شہادت علی الشہادت“ یعنی گواہی پر گواہی دینا کہا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری: 4470)

حاصل کلام ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

(3) حقوق العباد

ہمسایوں کے حقوق



YouTube
Online Lecture

حسن معاملات و معاشرت

حقوق العباد (ہمسایوں کے حقوق) اہمیت
معاشرتی اثرات

publications.unique.edu.pk UGI publicatons @uniquenotesofficial @Uniquepublications 0324-6666661-2-3

﴿مشقی معروضی سوالات﴾

سوال نمبر۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

- (1) حقوق العباد سے مراد ہے:
 (الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق
 991005053
- (2) قرآن مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:
 (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ
 991005054
- (3) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہوا اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:
 (الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف
 991005055
- (4) حضرت جبریل علیہ السلام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟
 (الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ
 991005056

091005057

قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے: (الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا (ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق

اضافی معروضی سوالات

091005058

زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا ہوتا ہے:

(الف) محتاج (ب) قرض دار (ج) دوست (د) پڑوسی

091005059

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(الف) دو دفعہ (ب) تین دفعہ (ج) چار دفعہ (د) پانچ دفعہ

جبریل علیہ السلام پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو شریک نہ کر دیں:

091005060

(الف) وراثت میں (ب) گھر میں (ج) کاروبار میں (د) رشتہ داری میں

091005061

پڑوسی کے ساتھ سلام میں کریں:

(الف) درگزر (ب) سوچ بچار (ج) تاخیر (د) پہل

091005062

جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں:

(الف) جانور (ب) پڑوسی (ج) مریض (د) دوست

091005063

مصیبت کے وقت پڑوسی کی کریں:

(الف) راہ نمائی (ب) عزت افزائی (ج) غم خواری (د) عیادت

091005064

پڑوسیوں کے گھر کے تنگ نہ کریں:

(الف) راستے (ب) کمرے (ج) صحن (د) کچن

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	الف	2	ب	3	الف	4	الف	5	الف	6	الف
7	ب	8	الف	9	د	10	ب	11	ج	12	الف

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

091005065

۱۔ ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: ہمسایوں کے حقوق درج ذیل ہیں:-

☆ پڑوسی کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔

☆ جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔

☆ ان کی خوشی میں شرکت کریں۔

☆ مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔

☆ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔

2- ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

091005066

جواب: ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاشرتی اثر یہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہم دردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔

091005067

3- ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے کوئی سے دو دنیوی و اخروی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہمیں دنیا و آخرت میں مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔ امن و امان کا فقدان ہوتا ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے، لوگوں کے حمایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔ گناہوں کا باعث بنتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

اضافی مختصر سوالات

091005068

4- حقوق العباد کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔

جواب: حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

091005069

5- قرآن مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں ہمسایوں کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

1- رشتہ دار، پڑوسی 2- قریب رہنے والا پڑوسی 3- تھوڑی دیر کا پڑوسی

091005070

6- ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری 6015)

091005071

7- قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دار و مدار کس بات پر ہے؟

جواب: قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہم دردی، ایثار اور خیر خواہی پرمی ہو۔

091005072

8- حقوق العباد کی چند اقسام تحریر کیجیے۔

جواب: حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، مساکین و یتیم مسکینوں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیے۔

حجاب: قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا (سورة النساء: 36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

10- حدیث مبارک کی روشنی میں ہمسائے کے حقوق کی اہمیت لکھیے۔

حجاب: نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ خاتم النبیین کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

(صحیح بخاری: 6016)

11- ہمسایوں کے حقوق کی وسعت اختصار کے ساتھ بیان کیجیے۔

حجاب: حق پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔ دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳- تفصیلی جواب دیں۔

1- قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

حجاب: حقوق العباد

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا (سورة النساء: 36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآن مجید کے مطابق ہمسایوں کی اقسام

قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین اقسام ہیں:

1- رشتہ دار، پڑوسی 2- قریب رہنے والا پڑوسی 3- تھوڑی دیر کا پڑوسی

احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں اہمیت
نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم وہ
ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ کون؟ فرمایا: وہ جس کے شرے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری 6016)
ہمسائے کے مفہوم میں وسعت

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت داری، ہم
سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔
ہمسائے کے حقوق کی فضیلت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار
پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری 6015)
نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھوئی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔
(صحیح بخاری 5627)

قرآن کی روشنی میں ہمسایوں کے چند حقوق:

قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایوں کے چند حقوق حسب ذیل ہیں:

- ☆ پڑوسی کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- ☆ جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- ☆ مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ☆ ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ☆ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- ☆ مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ☆ ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ☆ ان کے گھر کے راستے تنگ نہ کریں۔
- ☆ ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔
- ☆ ان کو عزت و احترام دیں۔
- ☆ ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔
- ☆ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔
- ☆ ان کو ایذا نہ دیں۔

قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دار و مدار

قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے
کے مددگار بنیں، ان کی ہم دردی، ایثار اور خیر خواہی پختی ہو۔

ہمسایوں کے حقوق کے معاشرتی اثرات

- ☆ ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
- ☆ ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاشرتی اثر یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔
- ☆ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔

جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہم دردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔
 افراد معاشرہ ریاست کی ترقی میں مدد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ ہم دردیاں اور حسن سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔
 (صحیح بخاری: 5627)

حقوق کی عدم ادائیگی کے نقصانات

نیوی نقصانات

ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہمیں دنیا و آخرت میں مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔ امن و امان کا فقدان ہوتا ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے، لوگوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔

آخری نقصانات

ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔ گناہوں کا باعث بنتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

حاصل کلام

اسلام پڑوسیوں کو ہم دردی، ہمدردی اور رفاقت کی تلقین کرتا ہے تاکہ مصیبت میں ہم سب کا خیال رکھا جائے۔ اس لیے اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ گھر بنانے سے پہلے ہم سایہ تلاش کر لیں چاہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ ہم دنیوی اور آخری زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

(4) سود کی حرمت

﴿مشقی معروضی سوالات﴾

سوال نمبر ۱۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

091005077

(1) سود کو عربی میں کہتے ہیں:

(الف) کذب (ب) بہتان (ج) ربوا (د) صوم

091005078

(2) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:

(الف) سود کو (ب) تجارت کو (ج) نفع کو (د) سونے چاندی کو

091005079

(3) سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں:

(الف) سیاست (ب) محنت (ج) دولت (د) سفر

091005080

(د) قرض حسنہ

(4) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

091005081

(د) اٹھارہ گنا

(ب) صدقہ (ج) زکوٰۃ (د) قرض حسنہ

(5) حدیث مبارک کے مطابق قرض حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:

اضافی معروضی سوالات

091005082

(د) جھوٹ کو

(ج) بہتان کو

(ب) کذب کو

(6) عربی زبان میں ریوا کہتے ہیں:

091005083

(د) تجارت

(ج) جوا

(ب) سود

(7) قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا ہے:

091005084

(د) سود ہے

(ج) کاروبار ہے

(ب) جائز ہے

(8) قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی:

091005085

(د) منافع

(ج) تجارت

(ب) ملازمت

(9) اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے:

091005086

(د) حق

(ج) مال

(ب) سود

(10) اے ایمان والو! کسی گناہ کو نہ کھاؤ:

091005087

(د) مباح

(ج) مستحب

(ب) جائز

(11) اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو قراہ دیا ہے:

091005088

(د) مکروہ

(ج) حلال

(ب) ناجائز

(12) یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے رہا ہے:

091005089

(د) برکت

(ج) نظرِ کرم

(ب) لعنت

(13) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر فرمائی ہے:

091005090

(د) پس ماندگی سے

(ج) ادھار سے

(ب) محارم سے

(14) اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے:

091005091

(د) سود کی وجہ سے

(ج) تجارتی معاملات سے

(ب) کاروباری امور سے

(15) آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے:

091005092

(د) معیشت کی

(ج) قرض حسنہ کی

(ب) ملازمت کی

(16) بہت کمزوریاں پیدا ہوئی ہیں:

091005093

(د) فطرانہ

(ج) قرض حسنہ

(ب) گروی

(17) ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

(ج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (د) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

(19) اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی:

(الف) مالِ حلال میں (ب) قرض میں (ج) ادھار میں (د) صدقہ میں

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	ج	2	الف	3	ب	4	د	5	د
6	الف	7	ب	8	د	9	الف	10	ب
11	الف	12	ب	13	ب	14	الف	15	د
16	ج	17	ج	18	ب	19	الف		

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

1۔ قرآن و سنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام بیان کریں۔
 جواب: سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، بلائی، غلو اور فحش منہ بول اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے“۔ (سورۃ البقرہ 275)

2۔ سود کے دنیوی و اخروی نقصانات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نبی کریم ﷺ خاتم النبیین کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مناتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل اور رسوا ہوگا۔

3۔ سود کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ، پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے۔ جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اٹارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کرتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

4- سودی لین دین کی ممانعت کے حکمت واضح کریں۔

جواب: سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرنا بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اضافی مختصر سوالات

5- سود کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: سود کو عربی زبان میں ریبا کہتے ہیں۔ سود کا معنی ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

6- سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 275)

7- سود کی حرمت پر ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑھے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: 2273)

8- قرض حسنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے فرمایا کہ معراج کی رات میں کئے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 2431)

9- سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

10- سود کی چند اقسام کی مختصر وضاحت کریں۔

جواب: قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھ یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

11- سود کے بارے میں اسلامی نظریہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ کی روشنی میں تحریر کریں۔

جواب: سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ آل عمران: 130)

091005107

12- اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں سود کے بارے میں کیا احکامات تھے؟

جواب: یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

091005108

13- نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے سود کے کم ترین گناہ کو کس چیز کے مترادف قرار دیا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

091005109

14- ”ربا الفضل“ سے کیا مراد ہے؟

جواب: روزمرہ استعمال کی اشیاء میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے چھ چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں ادھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

091005110

15- اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت دی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔

091005111

16- قرضِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟ مختصر وضاحت کریں۔

جواب: کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقہ کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔

091005112

17- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرض اور صدقے کا ثواب کیسے پالیتے تھے؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پالیتا ہوں۔

091005113

18- ہمیں بطور مسلمان کسبِ حلال کے لحاظ سے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹے میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

091005114

19- تجارت کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے؟

جواب: تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

091005115

20- قرضِ حسنہ کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ لکھیے۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 2431)

مشقی تفصیلی سوال

091005116

سوال نمبر ۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

1۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: سود کا مفہوم

سود کو عربی زبان میں ریوا کہتے ہیں۔ سود کا معنی ہے: ”قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا فائدہ لینا۔“ جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔ سود کی مختلف اقسام

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھ یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ المائدہ: 130)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 275)

قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل و رسوا ہوگا۔

دیگر مذاہب میں سود کی حرمت

یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

سیرت النبی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم ﷺ نے چھ چیزوں کو ناجائز قرار دیا، جو مجبوراً اور کم و غیرہ کے سود سے میں ادھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کو رب الفضل کہتے ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سہرا لگائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے بیت مکانوں کی طرح (بڑھے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے بل پر کھائے دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: 2273)

سود کے نقصانات

سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پیہ بھی جام ہو جاتا ہے۔ جب ضرورت شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

حلال ذرائع آمدن

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مال کی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور سادہ داریت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

سہرا خاتمہ اور صدقات میں اضافہ

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرض حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرض حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرض حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: 2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پالیتا ہوں۔

اصل کلام

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مال حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

(5) اسلامی ریاست

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبر ۱۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

1- اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

091005117

- (الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ
(ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ
(د) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

091005118

- 2- نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:
(الف) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا
(ب) سخاوت و ایثار کرنے کا
(ج) فضول خرچی کے خاتمے کا
(د) وعدے کی پابندی کا

091005119

- 3- ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:
(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ
(ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ
(د) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

091005120

- 4- پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:
(الف) مکہ مکرمہ میں
(ب) مدینہ منورہ میں
(ج) طائف میں
(د) دمشق میں

091005121

- 5- اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:
(الف) دارالایوب کو
(ب) مسجد نبوی ﷺ کو
(ج) دارالرقم کو
(د) درس گاہ صفہ کو

اضافی معروضی سوالات

091005122

- 6- علم سیاسیات کی رو سے بنیادی اجزاء میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں:
(الف) ریاست کے
(ب) قیادت کے
(ج) معاشرے کے
(د) خاندان کے

091005123

- 7- اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے:
(الف) سیاست میں
(ب) ریاست میں
(ج) جمہوریت میں
(د) مکتب میں

091005124

- 8- معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:
(الف) دو
(ب) تین
(ج) چار
(د) پانچ

091005125

- 9- مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے:
(الف) میڈیا
(ب) معاشرہ
(ج) خاندان
(د) مکتب

091005126

- 10- مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے:
(الف) بدھ مت میں
(ب) یہودیت میں
(ج) دین اسلام میں
(د) مسیحیت میں

091005127

(د) معاشرتی

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے تعلیمات کی کار فرمائی ہوتی ہے:

-11

091005128

(الف) سیاسی (ب) قرآن و سنت کی (ج) معاشی (د) بیہودہ ریاست میں

-12

091005129

(الف) ریاست مکہ (ب) ریاست مدینہ (ج) ریاست مصر (د) ریاست ایران

-13

091005130

(الف) سیکرٹریٹ (ب) معاشرہ (ج) ترانہ (د) پرچم

-14

091005131

(الف) حکومت کے (ب) قاضی کے (ج) خلیفہ کے (د) مردم شماری کے

-15

091005132

(الف) ام حجن نامی (ب) ام حاجن نامی (ج) ام مکتوم نامی (د) ام جمیل نامی

-16

091005133

(الف) نجران کے (ب) ایمان کے (ج) تمیم داری کے (د) طائف کے

-17

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب
1	ب	2	الف	3	د	4	ب	5	ب
6	الف	7	ب	8	ب	9	الف	10	ج
11	ب	12	الف	13	ب	14	د	15	ب
16	الف	17	ج						

مشقی مختصر سوالات

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

091005134

1- قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض و مقاصد بیان کریں۔

جواب: اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاع کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

091005135

2- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو دیے گئے حقوق میں سے کوئی سے تین حقوق بیان کریں۔

جواب: اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو

اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

091005136

3- اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیت الہیہ کو جاری ساری ہونا چاہیے۔

091005137

4- اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ”ریاست مدینہ“ ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاست مدینہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجد نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجد نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخات مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

5- اسلامی ریاست کی طرف سے افواج اور ان کی سپہ سالاروں کو کون سی ہدایات جاری کی جاتی تھیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خیردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، انھیں نہ مارنا، لوگ ایسے ملیں گے جنہوں نے گر جا گھروں میں اپنے آپ کو مجبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک 966)

اضافی مختصر سوالات

091005139

6- اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

091005140

7- مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

جواب: مملکت خداداد پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کے لیے اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

091005141

8- ریاست کے بنیادی اجزاء سے کیا مراد ہے؟

جواب: علم سیاسیات کی دوسری ریاست کے بنیادی اجزاء میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔

091005142

9- معاشرے کے تین بنیادی ادارے کون سے ہیں؟ مختصر وضاحت کریں۔

جواب: مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان



کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

091005143

10- ریاست کے بنیادی اداروں کا کیا کردار ہے؟

جواب: ریاست کے بنیادی ادارے مقتضی، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقتضی کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان عوامی بینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کرتی ہے۔

091005144

11- میڈیا کا کیا کردار ہے؟

جواب: میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

091005145

12- دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جس میں عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الہیہ کی سر بلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

091005146

13- مسلم حکم ران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ کیا ہے؟

جواب: مسلم حکم ران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

091005147

14- مسلم حکام کے دیگر فرائض کی مختصر وضاحت کیجیے۔

جواب: مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاح عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

091005148

15- نبی کریم ﷺ نے کس ریاست کا پرچم تیار کروایا؟ مختصر وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاست مدینہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجد نبوی ﷺ کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجد نبوی ﷺ ہی مجلس شوریٰ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مداخلات مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پر وان چڑھائی گئی، ریاست کے دستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی 11642)

091005149

16- ریاست مدینہ کے عدالتی نظام میں کون کون سے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے؟

جواب: عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

091005150

17- ریاست مدینہ کے تعلیمی اور انتظامی نظام کی مختصر وضاحت کریں۔

جواب: تعلیمی نظام میں صفہ اور دارالرقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔ بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے مسجد میں ام البنین نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

راست لوگنی مکھی میں روشنی کی خاطر چہ اغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو تعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

091005151

18- قوت نافذہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوت نافذہ کہا جاتا ہے۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳۔ تفصیلی جواب دیں۔

091005152

1- اسلامی ریاست کے تصور پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: ریاست کا مفہوم

علم سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزاء میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوت نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست کا تصور

اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیت الہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔

معاشرے کے تین بنیادی ادارے

مسلم علمائے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔ ریاست کے بنیادی اجزاء

ریاست کے بنیادی ادارے مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کرتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو عمومی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علم زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض
 دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے
 عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الہیہ کی سر بلندی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مسلم حکمران کے بنیادی فرائض
 کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے
 روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

مسلم حکام کے دیگر فرائض

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاح عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا
 حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

قرآن و سنت کی تعلیمات کی کار فرمائی

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کار فرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی
 نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے
 مناسب مواقع فراہم ہو سکیں۔ اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو
 جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے ہدف پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی
 ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

خارج کو ہدایات

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا،
 کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو
 گول نہ کرنا، تمہیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنہوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو مجبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے
 جس ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک: 966)

ریاست مدینہ

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاست مدینہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجد
 نبی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجد نبوی ہی مجلس شوریٰ،
 عدالت عالیہ اور عسکری تیار یوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخات مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست
 کے سب سے وسیع رکن کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی: 11642)

ریاست مدینہ کا عدالتی نظام

عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل
 تھے۔ صوبائی سطح پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے مسجد میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔ رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔ حاصل کلام

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

(6) جہاد فی سبیل اللہ

مشقی معروضی سوالات

سوال نمبر ۱۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

- (1) جہاد کا مقصد ہے: (الف) زمین کا حصول (ب) امن کا قیام (ج) شہرت (د) بدلہ
- (2) جہاد فرض ہوا: (الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) حبشہ میں
- (3) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے: (الف) دستور پاکستان (ب) آئین پاکستان (ج) تعزیرات پاکستان (د) پیغام پاکستان
- (4) جہاد بالستیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے: (الف) غیر مسلموں کو (ب) بے حیائی اور فحاشی کو (ج) فساد فی الارض کو (د) غربت و افلاس کو
- (5) جہاد باللسان سے مراد ہے: (الف) قلم کے ذریعے سے جہاد کرنا (ب) مجاہدین کی مالی مدد کرنا (ج) تلوار سے جہاد کرنا (د) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا

اضافی معروضی سوالات

- (6) سب سے بہترین جہاد ہے: (الف) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا (ب) تلوار سے جہاد کرنا (ج) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (د) قلمی جہاد کرنا

- 091005159 شریعت میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے: (الف) جہاد (ب) جنگ (ج) اسلام (د) قتال
- 091005160 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو قرار دے دیا: (الف) نقل (ب) فرض (ج) سنت (د) مستحب
- 091005161 اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصد زندگی کی تکمیل کرتا ہے: (الف) مجاہد (ب) غازی (ج) مسلمان (د) رضا کار
- 091005162 بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ ان کے لیے ہے: (الف) دنیا (ب) آخرت (ج) حکومت (د) جنت
- 091005163 جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے: (الف) اتفاق کے (ب) منکرات کے (ج) نفاق کے (د) فساد کے
- 091005164 جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین ہے: (الف) کام (ب) جہاد (ج) علم (د) شریعت
- 091005165 دہشت گردوں کے خلاف علمائے کرام نے ”پیغام پاکستان“ کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا: (الف) 2018ء میں (ب) 2019ء میں (ج) 2020ء میں (د) 2021ء میں
- 091005166 صرف ریاست کا حق ہے: (الف) جہاد (ب) فساد (ج) ظلم (د) بدامنی
- 091005167 بہت بڑا گناہ اور جرم ہے: (الف) شکایت (ب) جہالت (ج) دشمنی (د) فساد فی الارض

جوابات

نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	جوب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار
1	ب	2	ب	3	د	4	ج	5	د
6	الف	7	الف	8	ب	9	الف	10	د
11	ج	12	ب	13	الف	14	الف	15	د

مشقی مختصر سوالات

- سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔
- 091005168 قرآن و سنت کے روشنی میں جہاد کی کلیل اللہ کی ضرورت و اہمیت بیان کریں۔
- جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
- ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ

میں قتل کرتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کے جاتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ: 111)

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کی شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم 1910)

091005169

2- جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کی شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم 1910)

091005170

3- ”پیغام پاکستان“ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ”پیغام پاکستان“ کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔

اضافی مختصر سوالات

091005171

4- جہاد کی فضیلت پر ایک آیت قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلے کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتل کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سورۃ التوبہ: 111)

091005172

5- جہاد کے لفظی معنی کیا ہیں؟

جواب: جہاد کے معنی ہیں ”کوشش کرنا“۔

091005173

6- جہاد کا مقصد کیا ہے؟

جواب: جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد و دہشت گردی اور بد امنی کا خاتمہ ہے۔

091005174

7- شریعت میں جہاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

091005175

8- قرآنی آیت کی روشنی میں جہاد کی فرضیت بیان کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ خاتم النبیین ہجرت کر کے

عزیز منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ (سورة البقرة: 216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمہیں (طبعاً) ناپسند ہے۔
جہاد کیسی عبادت ہے؟ قرآنی آیت کی روشنی میں مختصر وضاحت کریں۔

091005176

جواب: جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سر بلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورة التوبة: 20)

091005177

10- جہاد کی مختلف اقسام کون سی ہیں؟

جواب: جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

☆ جہاد بالنفیس ☆ جہاد بالمال ☆ جہاد بالسیف

☆ جہاد بالقلم ☆ جہاد باللسان

091005178

11- نبی کریم ﷺ خاتم النبیین جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو کیا نصیحت فرمایا کرتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری پہلی دشمنی کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، عورتوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکانوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتوں کو بر باد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو تھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

091005179

12- فتویٰ ”پیغام پاکستان“ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علماء و مفتیان کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانہ قرار دے دیا ہے۔

091005180

13- علماء کرام کے موجودہ قومی بیانہ والے فتویٰ میں کیا بات کہی گئی ہے؟

جواب: علماء کرام کے موجودہ قومی بیانہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔

091005181

14- ”فساد فی الارض“ سے کیا مراد ہے؟ مختصر وضاحت کریں۔

جواب: فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں

کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فساد اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

091005182

15- جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھنے کے لیے ایک مسلمان پر کیا لازم ہے؟
جواب: مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملت اسلامیہ اور دین اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔

091005183

16- جہاد کے سلسلے میں مسلمان ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟
جواب: مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہل اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

مشقی تفصیلی سوال

سوال نمبر ۳- تفصیلی جواب دیں۔

091005184

1- اسلام کے تصور جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: جہاد فی سبیل اللہ کا مفہوم

جہاد کے معنی ہیں ”کوشش کرنا“۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔

معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اسلام کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بد امنی کا خاتمہ ہے۔

جہاد کی فریضیت

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ خاتم النبیین ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ (سورة البقرة: 216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمہیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

جہاد کی اہمیت

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سر بلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں

زیادہ عظیم ہیں اور اپنی کامیابی سے ہونے والے ہیں۔ (سورۃ التوبہ: 20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصد زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ ان کے لیے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سورۃ التوبہ: 111)

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1910)

ملت اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھی میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

☆ جہاد بالمال ☆ جہاد بالسیف

☆ جہاد باللسان ☆ جہاد بالقلم

مجاہدین کے لیے ہدایات

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انہیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکاتوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

پیغام پاکستان

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ”پیغام پاکستان“ کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا جبراً اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسلمانوں کے علماء و مفتیان کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

موجودہ قومی بیانیہ کے علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سب کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے افراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فساد اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

حاصل کلام

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملت اسلامیہ اور دین اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اس اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔